حد سے زیادہ اذیت ناک خبر یہ ہے کہ یکم جون ۸۵ء کو ایک ریاستی عدالت نے بمبانگ سسپیویو (BAMBONG SISPOYO) کو اس الزام میں سزائے موت سنائی کہ وہ انڈونیشیا میں اسلامی ریاست قائم کرنا چاہتے ہیں [۱]

؎ کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

یہ سزا جس قانون کے تحت دی گئی ہے وہ صرف ایک دو روز پہلے منظور کیا گیا تھا۔ دوسرے لفظوں میں جدید انڈونیشیا کے مذہب پنج شیلا سے ارتداد کی یہ سزا دی گئی ہے۔

سال ۸۵ء کے آغاز میں سہارتو نے خطاب میں کہا تھا کہ ہمیں انتہاپسندی اور دہشت گردی کی ہر علامت کو اٹھنے اور بڑھنے سے پہلے ہی مٹا دینا ہے۔

حکومتی پالیسی کے واحد اصول کے طور پر پنج شیلا ۱۶ اگست ۸۲ء کو اختیار کیا گیا اور مسلمانوں کی مخالفت کی پروا نہیں کی گئی۔ انڈونیشیا کی مابعد سامراجی دور کی پالیسی یہ ہے کہ ۹۹٪ مسلمانوں کو ووٹ کے حق سے محروم کر دیا جائے۔ آپ اسلام پر تنقید کر سکتے اور اس کے خلاف قانون سازی کر سکتے ہیں مگر مقدس پنج شیلا کے خلاف نہیں۔ یہ جدید "پنج بنائے ریاست" پنج بنائے اسلام سے متصادم ہیں۔

مصر میں ایک لمبا معرکہ شریعت کے داعیوں کا نپولینی ضابطۂ قانون کے محافظوں کے خلاف جاری رہا ہے۔ اول اول ۱۹۴۵ء میں مصر کے قوانین کو شریعت کے مطابق بنانے کی تحریک ہوئی پھر آمریت و جبریت کا سیلاب آگیا۔ ۱۹۸۰ء میں انور السادات نے ایک دستوری ترمیم کے ذریعے شریعت کو بنیادی سرچشمۂ قانون قرار دیا۔ اس ترمیم کا تقاضا تھا کہ تمام قوانین کا جائزہ لے کر مخالفِ کتاب و سنت چیزوں کو ختم اور تبدیل کر دیا جائے مگر اربابِ اقتدار اپنے فن کے بڑے ماہر ہوتے ہیں۔ سادات صاحب نے دوسری طرف سیاسی اور مذہبی جماعتوں کو ممنوع قرار دیا یعنی اب

---

[۱] ترکی میں بھی اربکان اور ان کے ساتھیوں کے خلاف ایسا ہی الزام تھا مگر عیسائیت کا تسلط اتنا نہ تھا کہ عدالت سزائے موت سنا دیتی۔

قانونِ شریعت کے حق میں نہ کوئی لیڈر یا عالم اٹھ سکتا تھا اور نہ عوام میں حرکت پیدا کی جا سکتی تھی۔ آخر خود سادات صاحب کے قائم کردہ ایوان ہی میں آوازۂ حق اٹھا۔ ظاہر ہے کہ اس پر "نہیں" کہنے کی جسارت تو کسی کو نہ ہو سکتی تھی۔ معاملہ ایک کمیٹی کے حوالے کر دیا گیا۔ ۱۹۸۲ء کے خاتمے تک کمیٹی نے چھ بل تیار کر دیئے جنہیں شیوخ ازہر کی تائید بھی مل گئی۔

پھر جب اگلے سال نئی اسمبلی قائم ہوئی تو اس نے کام کو آگے بڑھانے کی بجائے یہ نکتہ اٹھایا کہ متذکرہ چھ بل تو بل ہیں ہی نہیں محض مطالعاتی رپورٹیں ہیں۔ سو معاملہ ازسرِنو مذہبی امور کی ایک کمیٹی کے سپرد ہوا۔ اس کمیٹی کے کام پر بھی "نہ" کہنے کی ہمت کسی کو نہ تھی مگر "ہاں" کہنا بھی پہاڑ تھا۔ اسی زمانے کا ایک تازہ قصہ یہ ہے کہ اسلامی رجحانات کو روکنے کے لئے حکومت نے ایک مسجد پر قبضہ کر لیا ہے۔ امام کو ہٹا کر سرکاری امام مقرر کیا گیا مگر سرکاری امام کی امامت کوئی ماننا نہیں۔ آخر ایک بڑا ایجی ٹیشن اٹھا جس کے سربراہ ضعیف العمر مگر جواں ہمت شیخ سلامہ ہیں جو گرفتار ہو چکے ہیں۔ خیال رہے کہ اخوان جیسے غیر تشدّد پسند لوگوں پر ظلم ڈھانے کا آج یہ نتیجہ ہے کہ جوشیلے لوگوں سے لے کر تشدد پسندوں تک کئی نئے گروہ وجود میں آچکے ہیں۔

پرامن دعوت کو دبانے کا نتیجہ یہی ہوا کرتا ہے۔

ایوان میں انجینیئر ابراہیم شکری (لیبر پارٹی) نے کہا کہ وقت ضائع کرنے کی بجائے جو بل مرتب ہوئے تھے ان کو ایوان میں پیش کر دیا جائے، نیز شراب کی تمام بھٹیوں اور کارخانوں کو بند کر دیا جائے۔ ٹیلی ویژن پر ایک نیا چینل صرف مذہبی پروگراموں کے لئے مخصوص کر دیا جائے اور فیکلٹی برائے دعوت اسلامی کو دوسرے کالجوں کے الحاق کا مجاز کیا جائے اور پارٹی کے احمد صباحی نے کہا کہ مطالبہ نفاذ شریعت میں کوئی اشتباہ ہو تو ریفرنڈم کرا لیا جائے اور متعدد اہم تقریریں ہوئیں۔ اب ڈاکٹر جاد الحق اور مفتی عبداللطیف حمزہ کے اثر سے حکومت نے پہلی مرتبہ ایک واضح مؤقف اختیار کیا۔ ڈاکٹر محبوب رفعت سپیکر اسمبلی نے اعلان کیا کہ مسئلہ شریعت میں کوئی اختلاف نہیں بحث صرف یہ ہے کہ نفاذ کیسے ہو۔ ان کے خیال کے مطابق یہ کام "تدریجاً" اور "سائنسی" انداز سے ہونا چاہیئے۔ یہ معصوم سے الفاظ بجائے خود مشکلات کا باعث بن سکتے ہیں۔ مزید یہ کام ہوا کہ اسمبلی کے مختلف حکومتی اور اختلافی ممبران نے تقریباً ۱۲ بل تیار کر لئے ہیں